

(۱۷۱)

(۱۷۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کَم مِّنْ أَكَلَةٍ مَّنَعَتْ بَسَا أَوْقَاتٍ أَيْكَ دَفْعَهُ كَالْكَهَانِ بَهْتِ دَفْعَهُ كَالْكَهَانِ مِّنْ مَّانِعِ أَكَلَاتٍ!۔  
ہو جاتا ہے۔

یہ ایک مثل ہے جو ایسے موقع پر استعمال ہوتی ہے جہاں کوئی شخص ایک فائدہ کے پیچھے اس طرح کھو جائے کہ اسے دوسرے فائدوں سے ہاتھ اٹھالینا پڑے۔ جس طرح وہ شخص کہ جو نوافل طبع یا ضرورت سے زیادہ کھالے تو اسے بہت سے کھانوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(۱۷۲)

(۱۷۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

النَّاسُ أَعْدَاءُ مَا جَهِلُوا۔  
لوگ اس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے۔

انسان جس علم و فن سے واقف ہوتا ہے اسے بڑی اہمیت دیتا ہے اور جس علم سے عاری ہوتا ہے اسے غیر اہم قرار دے کر اس کی تنقیص و مذمت کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ جس محفل میں اس علم و فن پر گفتگو ہوتی ہے اسے ناقابل اعتنا سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، جس سے وہ ایک طرح کی سبکی محسوس کرتا ہے اور یہ سبکی اس کیلئے اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اور انسان جس چیز سے بھی اذیت محسوس کرے گا اس سے طبعاً نفرت کرے گا اور اس سے بغض رکھے گا۔ چنانچہ افلاطون سے دریافت کیا گیا کہ: کیا وجہ ہے کہ نہ جاننے والا جاننے والے سے بغض رکھتا ہے، مگر جاننے والا نہ جاننے والے سے بغض و عناد نہیں رکھتا؟ اس نے کہا کہ: چونکہ نہ جاننے والا اپنے اندر ایک نقص محسوس کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ جاننے والا اس کی جہالت کی بنا پر اسے حقیر و پست سمجھتا ہوگا جس سے متاثر ہو کر وہ اس سے بغض رکھتا ہے اور جاننے والا چونکہ جہالت کے نقص سے بری ہوتا ہے، اس لئے وہ یہ تصور نہیں کرتا کہ نہ جاننے والا اسے حقیر سمجھتا ہوگا۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں ہوتی کہ وہ اس سے بغض رکھے۔

☆☆☆☆☆

(۱۷۳)

(۱۷۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جو شخص مختلف رایوں کا سامنا کرتا ہے وہ خطا و لغزش کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔

مَنْ اسْتَقْبَلَ وُجُوهَ الْأَرَآءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَا.

(۱۷۴)

(۱۷۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جو شخص اللہ کی خاطر سنانِ غضب تیز کرتا ہے وہ باطل کے سوراخوں کے قتل پر توانا ہو جاتا ہے۔

مَنْ أَحَدَّ سِنَانَ الْغَضَبِ لِلَّهِ قَوِيَ عَلَى قَتْلِ أَشْدَّ آءِ الْبَاطِلِ.

جو شخص محض اللہ کی خاطر باطل سے بھرانے کیلئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اسے خداوند عالم کی طرف سے تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے اور کمزوری و بے سروسامانی کے باوجود باطل قوتیں اس کے عزم میں تزلزل اور ثبات قدم میں جنبش پیدا نہیں کر سکتیں اور اگر اس کے اقدام میں ذاتی غرض شریک ہو تو اسے بڑی آسانی سے اس کے ارادہ سے باز رکھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ سید نعمت جزائری علیہ الرحمہ نے ”زہر الزہج“ میں تحریر کیا ہے کہ: ایک شخص نے کچھ لوگوں کو ایک درخت کی پرستش کرتے دیکھا تو اس نے جذبہ دینی سے متاثر ہو کر اس درخت کو کاٹنے کا ارادہ کیا۔ اور جب تیشہ لے کر آگے بڑھا تو شیطان نے اس کا راستہ روکا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں تاکہ لوگ اس مشرکانہ طریق عبادت سے باز رہیں۔ شیطان نے کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب؟ وہ جانیں اور ان کا کام۔ مگر وہ اپنے ارادہ پر جما رہا۔ جب شیطان نے دیکھا کہ یہ ایسا کر ہی گزرے گا تو اس نے کہا کہ اگر تم واپس چلے جاؤ تو میں تمہیں چار درہم ہر روز دیا کروں گا جو تمہیں بستر کے نیچے سے مل جایا کریں گے۔ یہ سن کر اس کی نیت ڈنواں ڈول ہونے لگی اور کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ تجربہ کر کے دیکھ لو، اگر ایسا نہ ہو تو درخت کے کاٹنے کا موقع پھر بھی تمہیں مل سکتا ہے۔ چنانچہ وہ لالچ میں آکر پلٹ آیا اور دوسرے دن وہ درہم اسے بستر کے نیچے سے مل گئے، مگر دو چار روز کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب وہ پھر تیش میں آیا اور تیشہ لے کر درخت کی طرف بڑھا کہ شیطان نے آگے بڑھ کر کہا کہ اب تمہارے بس میں نہیں کہ تم اسے کاٹ سکو، کیونکہ پہلی دفعہ تم صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے نکلے تھے اور اب چند پیسوں کی خاطر نکلے ہو۔ لہذا تم نے ہاتھ اٹھایا تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔ چنانچہ وہ بے نیل مرام پلٹ آیا۔

☆☆☆☆☆

(۱۷۵)

(۱۷۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو، اس لئے کہ کھٹکا لگا رہنا اس ضرر سے کہ جس کا خوف ہے، زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔

إِذَا هَبَّتْ أَمْرًا فَفَقَّ فِيهِ، فَإِنَّ شِدَّةَ تَوَقُّبِهِ أَعْظَمُ مِمَّا تَخَافُ مِنْهُ.

(۱۷۶)

سربر آوردہ ہونے کا ذریعہ سینہ کی وسعت ہے۔

(۱۷۷)

بدکار کی سرزنش نیک کو اس کا بدلہ دے کر کرو۔

(۱۷۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللَّهُ الرَّيَاسَةُ سَعَةُ الصَّدْرِ.

(۱۷۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أُزْجِرِ الْمُسِيءَ بِثَوَابِ الْمُحْسِنِ.

مقصد یہ ہے کہ اچھوں کو ان کی حسن کارکردگی کا پورا پورا صلہ دینا اور ان کے کارناموں کی بنا پر ان کی قدر افزائی کرنا بروں کو بھی اچھائی کی راہ پر لگاتا ہے۔ اور یہ چیز اخلاقی مواعظ اور تنبیہ و سرزنش سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان طبعاً ان چیزوں کی طرف راغب ہوتا ہے جن کے نتیجے میں اسے فوائد حاصل ہوں اور اس کے کانوں میں مدح و تحسین کے ترانے گونجیں۔

☆☆☆☆☆

(۱۷۸)

دوسرے کے سینہ سے کینہ و شر کی جڑ اس طرح کاٹو کہ خود اپنے سینہ سے اسے نکال پھینکو۔

(۱۷۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أُحْصِدِ الشَّرَّ مِنْ صَدْرٍ غَيْرِكَ بِقَلْبِكَ مِنْ

صَدْرِكَ.

اس جملہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

ایک یہ کہ اگر تم کسی کی طرف سے دل میں کینہ رکھو گے تو وہ بھی تمہاری طرف سے کینہ رکھے گا۔ لہذا اپنے دل کی کدورتوں کو مٹا کر اس کے دل سے بھی کدورت کو مٹا دو، کیونکہ دل کا آئینہ ہوتا ہے۔ جب تمہارے آئینہ دل میں کدورت کا زنگ نہ رہے گا تو اس کے دل سے بھی کدورت جاتی رہے گی اور اسی لئے انسان دوسرے کے دل کی صفائی کا اندازہ اپنے دل کی صفائی سے آسانی کر لیتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے اپنے ایک دوست سے پوچھا کہ تم مجھے کتنا چاہتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا: «سَلَّ قَلْبِكَ». ”اپنے دل سے پوچھو“۔ یعنی جتنا تم مجھے دوست رکھتے ہو اتنا ہی میں تمہیں دوست رکھتا ہوں۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ دوسرے کو برائی سے روکو تو پہلے خود اس برائی سے باز آؤ۔ اس طرح تمہاری نصیحت دوسرے پر اثر انداز ہو سکتی ہے، ورنہ بے اثر ہو کر رہ جائے گی۔

☆☆☆☆☆

(۱۷۹)

ضداور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتی ہے۔

(۱۸۰)

لاج ہمیشہ کی غلامی ہے۔

(۱۸۱)

کوٹاہی کا نتیجہ شرمندگی اور احتیاط و دور اندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے۔

(۱۸۲)

حکیمانہ بات سے خاموشی اختیار کرنے میں کوئی بھلائی نہیں، جس طرح جہالت کی بات میں کوئی اچھائی نہیں۔

(۱۸۳)

جب دو مختلف دعوتیں ہوں گی تو ان میں سے ایک ضرور گمراہی کی دعوت ہوگی۔

(۱۸۴)

جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔

(۱۸۵)

نہ میں نے جھوٹ کہا ہے، نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے، نہ میں خود گمراہ ہوا، نہ مجھے گمراہ کیا گیا۔

(۱۸۶)

ظلم میں پہل کرنے والا کل (ندامت سے) اپنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹتا ہوگا۔

(۱۸۷)

چل چلاؤ قریب ہے۔

(۱۷۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الذَّجَاجَةُ تَسُلُّ الرِّأْيَ.

(۱۸۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الطَّمْعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ.

(۱۸۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ثَمَرَةُ التَّفَرُّيْطِ النَّدَامَةُ، وَثَمَرَةُ الْحُزْمِ السَّلَامَةُ.

(۱۸۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَا أَنَّه لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ.

(۱۸۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا اخْتَلَفَتْ دَعْوَتَانِ إِلَّا كَانَتْ إِحْدَاهُمَا ضَلَالَةً.

(۱۸۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا شَكَّكَتُ فِي الْحَقِّ مُذْ أُرِينَتْهُ.

(۱۸۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِّبْتُ، وَلَا ضَلَلْتُ وَلَا ضَلَّ بِي.

(۱۸۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِلظَّالِمِ الْبَادِي غَدًا بِكَفِّهِ عَصَّةٌ.

(۱۸۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الرَّحِيلُ وَشَيْكٌ.